https://farid.ps/articles/rainbow_flags_wont_conceal_genocide/ur.html

رینبو پرچم نسل کشی کو نہیں چھپا سکتے

2023 کے آخر تک میرے ٹوئٹر / ایکس پروفائل پر قوسِ قزح کا جھنڈا — کوئیر فخر اور یکجہتی کی علامت — تھا، لیکن جیسے ہی میں نے غزہ اور فلسطینی قوم کی حمایت میں کھل کر بات کرنی شروع کی، یہ علامت میرے خلاف ہتھیار بن گئی۔ معقول، حقائق پر مبنی بحث کی بجائے، میری پوسٹس نے مجھے بدنام کرنے اور خاموش کرنے کے لیے ڈیزائن کیے گئے ذاتی حملے (ایڈ ہومینم) کھینچے۔ کچھ تشویش کے پردے میں لپٹے ہوئے تھے: "کیا تم جانتے ہو کہ غزہ میں ہم جنس پرستوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں؟" دوسرے براہ راست اور ظالمانہ تھے، جیسے "Queers for Palestine KFC کے لیے مرغیاں ہیں" جیسے میمز کا حوالہ دیتے ہوئے یا یہ تھکا ہوا ٹروپ دہراتے ہوئے کہ اگر میں وہاں ہوتا تو مجھے "چھت سے پھینک دیا جاتا"۔ یہ تجربہ بہت سے دوسروں نے بھی شیئر کیا — اور تصدیق کیا۔

یہ بیانیہ صرف سادہ کاری نہیں ہے؛ یہ سیاسی طور پر ہیرا پھیری والا، تاریخی طور پر بے ایمان اور حقائق کے لحاظ سے غلط ہے۔ غزہ میں کوئیر افراد کو چھتوں سے پھینک کر سزائے موت دینے کا اکثر دہرایا جانے والا دعویٰ فلسطینیوں یا غزہ کی حکمران اتھارٹیوں سے منسلک **کوئی تصدیق شدہ کیسز** پر مبنی نہیں ہے۔ اس کی بجائے، یہ ISIS کی پروپیگنڈہ ویڈیوز سے نکلتا ہے — حماس سے نہیں، اور یقینی طور پر وسیع تر فلسطینی آبادی سے نہیں۔ **کوئی معتبر ثبوت** نہیں ہے کہ کوئیر افراد کی ایسی عوامی سزائیں اس طرح ہوئی ہوں جیسا کہ یہ ناقدین اشارہ کرتے ہیں۔

جو ہم دیکھ رہے ہیں وہ **پنک واشنگ** کا ایک ٹیکسٹ بک مثال ہے: LGBTQ+ حقوق کو عدل کی جدوجہد سے توجہ ہٹانے یا اسے غیر قانونی ثابت کرنے کے لیے آلہ بنانا۔ یہ ایک بلاغی چال ہے جو کوئیر افراد کو بتاتی ہے کہ انہیں انتخاب کرنا ہے — یا تو کوئیر حقوق کی حمایت کریں یا فلسطینی آزادی، لیکن دونوں نہیں۔

ہم جنس پرستی اور اسلام: ہتھیار بنائے گئے بیانیے سے آگے

فلسطین کی حمایت کرنے والے کوئیر افراد پر بلاغی حملے کا بڑا حصہ اسلام اور LGBTQ+ افراد کے خلاف اس کی مبینہ غیر معمولی دشمنی کے بارے میں وسیع عمومیات پر مبنی ہے۔ اشارہ یہ ہے کہ کوئیر شناخت اور اسلامی عقیدہ فطری طور پر ناقابلِ مطابقت ہیں، اور مسلم اکثریتی آبادی کے ساتھ یکجہتی LGBTQ+ افراد کے لیے سادہ لوح یا یہاں تک کہ خودتباہ کن ہے۔

یہ فریم ورک صرف اسلاموفوبک نہیں ہے؛ یہ تاریخی اور الہیاتی طور پر بھی ناقابلِ دفاع ہے۔ روایتی اسلامی فقہ، بہت سے مذہبی قانونی نظاموں کی طرح، ایک ہی جنس کے اعمال کو روکتی ہے۔ قرآن **لوط (لوٹ) کی قوم** کا حوالہ دیتا ہے، جو اکثر مرد-مرد جنسی رویے کی مذمت کے طور پر نقل کیا جاتا ہے۔ پھر بھی یہ آیات ان کی پیشکش سے کہیں زیادہ مبہم ہیں۔ وہ **مہمان نوازی کی کمی، جبر اور کرپشن** پر مرکوز ہیں، راضی شدہ محبت یا جنسی شناخت پر نہیں۔ عبرانی بائبل میں لیویٹیکس 20:13 کے برعکس — "اگر کوئی مرد عورت کی طرح مرد کے ساتھ لیٹے تو دونوں نے گھناؤنا کام کیا ہے؛ وہ ضرور موت کے گھاٹ اتارے جائیں گے" — قرآن ایک ہی جنس کی قربت کے لیے **کوئی سزا** تجویز نہیں کرتا۔

حدیثیں (نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب اقوال)، جو اسلامی قانون کا بڑا حصہ بتاتی ہیں، ایک ہی جنس کے رویے کے لیے مختلف اور اکثر متنازعہ حوالے شامل کرتی ہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ **نبی کی زندگی کے دوران کسی کو ہم جنس پرست ہونے کی وجہ سے سزا دینے کا کوئی ریکارڈ نہیں ہے۔** اسلامی اخلاقی تعلیمات روایتی طور پر پرائیویسی، **احتیاط اور توبہ** پر زور دیتی ہیں، نگرانی یا عوامی شرمندگی پر نہیں۔

حقیقت میں، اسلامی تہذیب کا جنس اور جنسیت کے حوالے سے ایک امیر اور پیچیدہ تاریخ ہے۔ کلاسیکی عربی شاعری ہومو ایروٹک تصاویر سے بھری پڑی ہے۔ صوفی تصوف، اپنی الٰہی محبت کی استعاروں کے ساتھ، اکثر سخت جنس کی دوائیوں کو عبور کرتا ہے۔ **سکاٹ سراج الحق کوگل** اور **آمنہ ودود** جیسے سکالرز نے لوط کی کہانی کی ترقی پسند دوبارہ تشریح پیش کی ہے، یہ دلیل دیتے ہوئے کہ یہ جبری جنسی تشدد کی مذمت کرتی ہے، راضی شدہ ایک ہی جنس کی محبت نہیں۔

یہ تشریحات کی تنوع نظریاتی نہیں، زندہ ہے۔ کوئیر مسلمان موجود ہیں، منظم ہوتے ہیں، مزاحمت کرتے ہیں اور پروان چڑھتے ہیں۔ پرو فلسطینی کوئیر افراد کو بدنام کرنے کے لیے اسلام کو ہتھیار بنانا نہ صرف ان آوازوں کو مٹاتا ہے؛ یہ ایک پوری عقیدہ کی روایت کو کلچرل وار ٹول میں کم کر دیتا ہے۔

جرائم سازی کے نوآبادیاتی جڑیں: درآمد شدہ ہوموفوبیا کی ٹائم لائن

یہ خیال کہ ادارہ جاتی ہوموفوبیا عرب یا اسلامی معاشروں کی ذاتی خصوصیت ہے، جائزے کے تحت گر جاتی ہے۔ تاریخی ریکارڈز دکھاتے ہیں کہ **پری ماڈرن اسلامی قانونی نظاموں نے یورپ کی طرح ہم جنس پرستی کو مجرم نہیں بنایا۔** اس کی بجائے، عرب دنیا میں اینٹی LGBTQ+ قوانین کی کوڈیفیکیشن **یورپی نوآبادیات** تک ٹریس کی جا سکتی ہے، قرآن تک نہیں۔

اسلامی حکمرانی کے صدیوں کے دوران – امویوں سے عثمانیوں تک – ایک ہی جنس کی قربت کو ممنوع قرار دینے والا کوئی متحد سزا کوڈ موجود نہیں تھا۔ سماجی رویے محافظانہ ہو سکتے تھے، اور مذہبی سکالرز مختلف رویوں کی اخلاقیات پر بحث کرتے تھے، لیکن ان معاشروں کے قانونی نظاموں نے **نجی جنسی رویے کی پولیسنگ کو شاذ و نادر ہی ترجیح دی**، خاص طور پر جب یہ عوامی نظم کو خطرہ نہ بناتا ہو۔ مزید برآں، عرب-اسلامی دنیا کی امیر ادبی اور فنکارانہ روایات – ہومو ایروٹک شاعری، گہری مرد دوستیوں اور ایک ہی جنس کی خواہش کی تصویروں سے بھری ہوئی – ایک ثقافتی جگہ کو ظاہر کرتی ہیں جو، اگرچہ پیچیدہ اور بعض اوقات متضاد، یورپ میں دیکھی گئی کوئیر افراد کی قانونی ستائش سے تشکیل نہیں پائی۔

اس کے برعکس، **عیسائی یورپ میں** ہم جنس پرست اعمال کو جارحانہ طور پر مجرم بنایا گیا، اکثر موت کی سزا کے تحت۔ قرون وسطیٰ اور ابتدائی جدید قانونی نظام – انکوئزیشن سے برطانوی کامن لاء تک – „سوڈومی" کے لیے خوفناک سزائیں تجویز کرتے تھے، جلانا، پھانسی اور مسخ کرنا شامل۔ کچھ علاقوں میں، جیسے ڈینیوب کے ساتھ ہیبسبرگ کنٹرول والے علاقوں میں، تاریخی ریکارڈز ہم جنس پرستی کے شبہ میں ملزموں کو دریا کے **اوپر کی طرف کشتیاں کھینچنے** کی سزا سناتے ہیں، تھکاوٹ اور نمائش کے ذریعے سزائے موت کی شکل۔ یہ سزائیں حاشیہ نہیں بلکہ ادارہ **جاتی** تھیں، چرچ اور ریاست دونوں کی طرف سے برابر طور پر منظور شدہ۔

جب یورپی طاقتوں نے عرب دنیا کو نوآبادیاتی بنایا، تو انہوں نے یہ قانونی کوڈز برآمد کیے۔ فلسطین ایک نمایاں مثال ہے:

دور	**فلسطین میں ہم جنس پرستی کی قانونی حیثیت**
1917 سے پہلے	**مجرم نہیں** عثمانی قانون کے تحت
1929	برطانوی مینڈیٹ **سیکشن 152** (اینٹی سوڈومی) نافذ کرتا ہے
1951	**مغربی کنارے پر مجرم نہیں** اردنی جرائم قانون کے تحت
1967–اب تک	غزہ برطانوی دور کا کوڈ برقرار رکھتا ہے؛ **1994 سے کوئی معروف استغاثہ نہیں** (HRW)

یہ تاریخی آرک اہم ہے: **فلسطین میں کوئیر افراد کی قانونی ستائش برطانوی حکمرانی کے تحت شروع ہوئی**، اسلامی حکمرانی کے تحت نہیں۔ آج غزہ تکنیکی طور پر نوآبادیاتی دور کا قانون برقرار رکھتا ہے، **لیکن دہائیوں میں اس کے تحت کوئی رجسٹرڈ استغاثہ نہیں**۔ اس دوران، **اسرائیل کی ریاست**، جو اکثر کوئیر پناہ گاہ کے طور پر سراہا جاتا ہے، **کوئیر فلسطینی پناہ کی درخواستوں کا 99% سے زیادہ مسترد کر چکی ہے**۔ یہ تضاد „برانڈ اسرائیل" کی خالی پن کو بے نقاب کرتا ہے – ایک بیانیہ جو LGBTQ+ حقوق کو قبضہ اور اپارتھائیڈ کو چھپانے کے لیے استعمال کرتا ہے۔

اس تاریخ کو سمجھنا اہم ہے۔ یہ سادہ بیانیے کو چیلنج کرتا ہے جو کوئیر دوستانہ مغرب اور ہوموفوبک مشرق کے درمیان تہذیبی تقسیم کا مفروضہ رکھتا ہے۔ یہ کوئیر عربوں اور مسلمانوں کی ایجنسی کو بھی دوبارہ قائم کرتا ہے جو اپنی ثقافت کے شکار نہیں ہیں، **بلکہ دونوں مقامی جبر اور درآمد شدہ نوآبادیاتی تشدد کے بچ جانے والے ہیں۔**

ایلن ٹیورنگ: مغربی آئینہ

لوئیر وجود کو مجرم بنانے کی بربریت اور حماقت کو مکمل طور پر سمجھنے کے لیے، ہمیں 20ویں صدی کی سب سے زیادہ المناک اور روشن خیال کہانیوں میں سے ایک کی طرف رجوع کرنا چاہیے: **ایلن ٹیورنگ۔** آج ٹیورنگ کا نام **ٹیورنگ ٹیسٹ** کی وجہ سے وسیع پیمانے پر جانا جاتا ہے، مصنوعی ذہانت میں ایک بنیادی تصور اور آن لائن استعمال ہونے والے جدید CAPTCHA سسٹمز کی بنیاد۔ لیکن اس کی حقیقی میراث کہیں زیادہ گہری ہے — وہ وہ شاندار ریاضی دان اور کرپٹو اینالسٹ تھا جس نے **جرمن اینگما کوڈ توڑنے والی مشین ڈیزائن کی**، دوسری عالمی جنگ میں اتحادی فتح کا فیصلہ کن حصہ۔

ٹیورنگ کا **بلیچلی پارک** میں کام برسوں تک خفیہ رہا، لیکن اب یہ سمجھا جاتا ہے کہ اس نے **جنگ کو دو سال تک مختصر کیا**، اس طرح لاکھوں جانیں بچائیں۔ کسی بھی منصفانہ معاشرے میں وہ قومی ہیرو کے طور پر منایا جاتا، اپنی زندگی میں عزت دی جاتی اور شکریہ اور احترام کے ساتھ یاد کیا جاتا۔ لیکن ایلن ٹیورنگ ہم جنس پرست بھی تھا۔ اور 1950 کی دہائی کے برطانیہ میں **یہ جرم تھا۔** اپنے دور کے بہت سے ہم جنس پرست مردوں کی طرح ٹیورنگ کو ڈبل لائف جینے پر مجبور کیا گیا — اپنے گھر سے چپکے سے نکل کر اپنے پارٹنرز سے خفیہ طور پر ملنا۔

جب ٹیورنگ نے اپنے گھر میں چوری کی رپورٹ کی اور اپنے تازہ ترین پارٹنر، آرنلڈ مرے، کی شمولیت کا شبہ کیا، تو اس نے آخر کار پولیس تفتیش کے دوران ان کے رشتے کو ظاہر کر دیا۔ جو چوری شدہ سامان کی روٹین تفتیش کے طور پر شروع ہوا وہ تیزی سے **"سنگین فحاشی"** کے لیے استغاثہ میں تبدیل ہو گیا — وہی الزام جس نے آسکر وائلڈ کو تباہ کیا۔ کیس کو اپنے ارادے سے باہر بڑھتے دیکھنے والے لیڈ ڈیٹیکٹو نے بعد میں ٹیورنگ سے معافی مانگی اور اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ اس کی تعاون نے ایک ناقابلِ روک قانونی مشین کو چلا دیا۔

اپنی جنگی خدمت اور سائنسی ذہانت کے باوجود ٹیورنگ کو مقدمہ چلایا گیا اور مجرم قرار دیا گیا۔ عدالت نے اسے انتخاب دیا: جیل یا کیمیائی اختہ۔ اس نے مؤخر الذکر کا انتخاب کیا، اس کی جنسی خواہش کو دبانے کے لیے ڈیزائن کی گئی مصنوعی ایسٹروجن والی نام نہاد "علاج"۔ ضمنی اثرات خوفناک تھے۔ ٹیورنگ کو **جائنیکوماسٹیا (چھاتی کی نشوونما)**، **ڈپریشن اور ذہنی زوال** کا سامنا

کرنا پڑا۔ وہ زندہ دماغ جو یورپ کو فاشزم سے بچانے میں مدد کر رہا تھا اب ریاست کی منظور شدہ بربریت سے کھوکھلا ہو رہا تھا۔ 1954 میں، صرف 41 سال کی عمر میں، **ٹیورنگ نے سیانائیڈ میں ڈوبا ہوا سیب کاٹ کر خودکشی کر لی۔**

دہائیوں بعد، عوامی غم و غصے اور ایک سست قومی احتساب کے بعد، ٹیورنگ کو موت کے بعد شاہی معافی ملی۔ لیکن تاریخ کو واپس نہیں کیا جا سکتا۔ ایک آدمی جس نے سب کچھ ایک ملک کو دیا جو اسے شرم اور سزا سے واپس ادا کیا گیا تھا کھو گیا — جنگ سے نہیں، بلکہ ان قوانین سے جو معاشرے کی حفاظت کا دعویٰ کرتے تھے۔ ٹیورنگ کی کہانی صرف المیہ نہیں ہے — یہ الزام ہے۔ LGBTQ+ زندگیوں کو مجرم بنانا کبھی حفاظت کے بارے میں نہیں تھا۔ یہ ہمیشہ **کنٹرول، خوف اور خواہش کی پولیسنگ** کے بارے میں تھا۔ اور جب مغربی آوازیں آج دوسری ثقافتوں کو ہوموفوبیا کے لیے مذمت کرتی ہیں، تو وہ **منتخب یادداشت** کے ساتھ کرتی ہیں۔ ٹیورنگ کو مارنے والے قوانین لندن میں پیدا ہوئے، مکہ میں نہیں، اور اس کی موت مغربی اخلاقی برتری کے افسانے کے خلاف ایک سنگین تنبیہ ہے۔

جنسی تشدد اور مہذب پدر شاہی کا افسانہ

جب مغربی تبصرہ نگار عرب اور مسلم معاشروں کو انسانی حقوق کے مسائل میں منفرد „وحشی“ یا „پسماندہ“ کے طور پر فریم کرتے ہیں، تو وہ شاذ و نادر ہی تاریخی ایمانداری کی جگہ سے بات کرتے ہیں۔ یہ صرف گمراہ کن نہیں ہے — یہ پروجیکشن ہے۔ وہی معاشرے جو آج اخلاقی برتری کا دعویٰ کرتے ہیں، حیران کن حد تک حال ہی تک اپنے قانونی نظاموں میں گہرے تشدد آمیز اور پدر شاہی معیارات کو برقرار رکھتے تھے — اکثر ریاست کی طاقت کے پیچھے۔

مثال کے طور پر گھریلو تشدد اور ازدواجی **عصمت دری** کا معاملہ لیں۔ عرب اور مسلم معاشروں میں، اگرچہ ہمیشہ پدر شاہی ڈھانچے موجود تھے — جیسا کہ تمام ثقافتوں میں — یہ خیال کہ ایک مرد کو اپنی بیوی کو مارنے یا جنسی طور پر زیادتی کرنے کا لامحدود حق ہے **سماجی طور پر ناقابلِ قبول** تھا، چاہے ہمیشہ مجرم نہ بنایا جاتا ہو۔ جب ایک مرد ان لائنوں کو عبور کرتا تھا — اپنی بیوی کو مارتا، اپنے بچوں کو نقصان پہنچاتا یا تشدد کا رویہ رکھتا — اس کا رویہ اکثر **برادری کی مداخلت** کا سامنا کرتا تھا۔ بزرگ، خاندانی ارکان یا ہم عمر اس کا مقابلہ کرتے، اور اگر وہ جاری رکھتا تو اس کی بیوی اور بچے **توسیعی خاندان، دوستوں یا پڑوسیوں** کے پاس سماجی شرم کے بغیر پناہ لے سکتے تھے۔

یہ سمجھا جاتا تھا: بعض رویے ایک مرد کو **خاندان کا سربراہ ہونے کے لیے نااہل** بنا دیتے ہیں، چاہے ریاست مداخلت کرے یا نہ کرے۔

اب اسے یورپ اور شمالی امریکہ کے ساتھ ابتدائی اور وسط 20ویں صدی میں موازنہ کریں۔ برطانیہ، فرانس اور امریکہ جیسے ممالک میں قانون نے شوہر کے "ازدواجی حقوق" کو تسلیم کیا – ازدواجی عصمت دری کے لیے ایک euphemism، جو بہت سے مغربی ممالک میں 20ویں صدی کے آخر یا یہاں تک کہ 21ویں صدی کے ابتدائی تک قانونی طور پر جرم کے طور پر تسلیم نہیں کیا گیا۔ برطانیہ میں ازدواجی عصمت دری 1991 تک قانونی تھی۔ امریکہ کے کچھ حصوں میں یہ 1990 کی دہائی یا اس کے بعد تک قانونی تھی۔ یہ قوانین زیادتی کی صرف اجازت نہیں دیتے تھے – انہوں نے اسے کوڈیفائی کیا۔

بیویوں اور بچوں کی جسمانی سزا صرف برداشت نہیں کی جاتی تھی – یہ کھل کر حوصلہ افزائی کی جاتی تھی۔ مردوں کو اپنے خاندانوں پر قانونی اتھارٹی دی جاتی تھی، اور تشدد کے ذریعے نظم و ضبط اس طاقت کی نجی، یہاں تک کہ ذمہ دار، ورزش سمجھی جاتی تھی۔ ایک مرد اپنی بیوی کو "واپس بات کرنے" پر مار سکتا تھا، اس کی خودمختاری سے انکار کر سکتا تھا اور اسے قانونی طور پر بیرونی دنیا سے الگ تھلگ کر سکتا تھا۔ اگر ایک عورت تشدد آمیز شوہر سے بھاگتی تو وہ اپنے بچوں، اپنی جائیداد اور اپنی سماجی حیثیت کھونے کا خطرہ مول لیتی۔ یہ قدیم تاریخ نہیں ہے۔ یہ قوانین دوسری عالمی جنگ کے دوران اور اس کے بعد تھے، انہی ممالک میں جو ہم جنس پرستی کو مجرم بناتے تھے، عالمی جنوب کو نوآبادیاتی بناتے تھے اور دنیا کو بتاتے تھے کہ وہ تہذیب کے معیار بردار ہیں۔

لہذا جب جدید مغربی ناقدین LGBTQ+ حقوق یا خواتین کے حقوق کو عرب یا مسلم معاشروں پر مغربی اخلاقی برتری کے ثبوت کے طور پر پیش کرتے ہیں، تو منافقت حیران کن ہے۔ نہ صرف ایسے حقوق مغرب میں خود ایک حالیہ اور سخت جدوجہد شدہ ترقی ہیں، بلکہ فریم موجود، ثقافتی طور پر جڑے ہوئے ذمہ داری کے نظاموں کو مٹاتا ہے جو نسلوں سے غیر مغربی معاشروں میں موجود رہے ہیں۔ اس سیاق و سباق کے مٹانے کی کوئی اتفاقیہ نہیں ہے۔ یہ مغربی طاقتوں کو تہذیبی قیادت کی وہم کو برقرار رکھنے کی اجازت دیتا ہے جبکہ وہ اپنی تاریخ اور ان معاشروں کو پہنچنے والے نقصان دونوں کو نظر انداز کرتے ہیں جنہیں انہوں نے نوآبادیاتی بنایا – اکثر بالکل انہی برادری ڈھانچوں کو تباہ یا منتقل کر کے جو ایک وقت میں تحفظ فراہم کرتے تھے۔

پنک واشنگ بطور ریاستی ہنر

اسرائیل کی "برانڈ اسرائیل" مہم، 2005 میں وزارت خارجہ کی طرف سے شروع کی گئی، نے تل ابیب کو کھل کر ہم جنس پرست دوستانہ پناہ گاہ کے طور پر فروغ دیا۔ یہ کوشش نامیاتی فخر نہیں تھی؛ یہ ریاستی پروپیگنڈہ تھا۔ جبکہ یہ بیرون ملک قوس قزح کے جھنڈے دکھاتی تھی، اسرائیل نے مقامی LGBTQ+ خدمات کے لیے فنڈنگ کاٹ دی اور قبضے کے تحت فلسطینیوں کی

دبانے کو جاری رکھا۔ **بلیک لانڈری** (Kvisa Shchora) جیسے اسرائیلی کوئیر گروپوں نے اس کو آپٹیشن کے خلاف احتجاج کیا اور اپنی شناختوں کو اپارتھائیڈ کو صاف کرنے کے لیے استعمال کرنے سے انکار کیا۔ جیسا کہ بلیک لانڈری کے کارکنوں نے کہا:

> **„کوئی شخص قبضہ شدہ زمین پر پرائیڈ نہیں منا سکتا۔ ہماری آزادی دوسرے قوم کی دبانے کی قیمت پر نہیں آسکتی۔“**

اسی طرح، **القوس** اور **Palestinian Queers for BDS (PQBDS)** جیسے فلسطینی کوئیر تنظیموں نے طویل عرصے سے پنک واشنگ کو مسترد کیا ہے۔ PQBDS نے اعلان کیا:

> **„ہماری جدوجہد نسل پرستانہ ریاست میں شمولیت کے لیے نہیں، بلکہ اس ریاست کو توڑنے کے لیے ہے۔“**

یہ آوازیں مین اسٹریم مغربی گفتگو میں شاذ و نادر ہی سنی جاتی ہیں، جو کوئیر نس کو عسکریت پسندی کے جواز کے طور پر ٹوکنائز کرنے کو ترجیح دیتی ہے بجائے اس کے کٹہرے پر رہنے والے لوگوں کو بلند کرنے کے۔

لہذا جب مغربی آوازیں عرب اور مسلم معاشروں کو LGBTQ+ افراد کے ساتھ سلوک کے لیے مذاق اڑاتی یا مذمت کرتی ہیں، تو یہ شاذ و نادر ہی زمین پر کوئیر افراد کے ساتھ یکجہتی میں ہوتا ہے۔ اکثر یہ **ایک اسلاموفوبک ٹروپ** کے طور پر کام کرتا ہے — مسلمانوں کو ناقابلِ اصلاح عدم برداشت اور خود ارادیت کے لائق کے طور پر پیش کرنے کا ایک طریقہ۔ یہ ترقی پسند زبان میں ملبوس ایک پرانی نوآبادیاتی حکمت عملی ہے۔

فلسطین کے لیے انصاف کے بغیر کوئیر آزادی نامکمل ہے

جب کوئیر افراد کو بتایا جاتا ہے کہ فلسطین کے ساتھ یکجہتی کا مطلب ہوموفوبیا کی طرف کھڑا ہونا ہے، تو ہمیں حکمت عملی کو پہچاننا چاہیے: یہ **کوئیر زندگیوں کی حفاظت** کے بارے میں نہیں ہے۔ یہ **ریاستی طاقت کی حفاظت** کے بارے میں ہے۔

LGBTQ+ آزادی کا مغرب سے تعلق ہونے کا دعویٰ نہ صرف غلط ہے — یہ خطرناک ہے۔ جیسا کہ تاریخ دکھاتی ہے:

- ہم جنس پرستی **عرب یا اسلامی معاشروں میں مجرم نہیں بنائی گئی** جب تک یورپی نوآبادیاتی طاقتوں نے اپنے قوانین مسلط نہیں کیے۔
- گھریلو تشدد اور ازدواجی عصمت دری **جدید دور میں مغرب میں قانونی طور پر محفوظ تھے۔**

- آج کوئیر فلسطینیوں کو اسرائیل کی طرف سے پناہ مسترد کی جاتی ہے، حالانکہ یہ خود کو کوئیر یوٹوپیا کے طور پر پیش کرتا ہے۔

امریکہ میں ٹرانس افراد کی نگرانی کرنے والے، برطانیہ میں کوئیر پناہ گزینوں کو ملک بدر کرنے والے اور غزہ میں ہسپتالوں کو بمباری کرنے والے نظام آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ کوئیر آزادی اینٹی نوآبادیاتی جدوجہد سے الگ نہیں کی جا سکتی۔ یہ خیرات نہیں ہے؛ یہ اجتماعی بقا کی حکمت عملی ہے۔

> „ہماری آزادی آپس میں جڑی ہوئی ہے،“ جیسا کہ کوئیر آرگنائزرز نے طویل عرصے سے کہا ہے۔ استعارہ کے طور پر نہیں، بلکہ مادی حقیقت کے طور پر۔

فلسطین کے ساتھ کھڑا ہونا کوئیر شناخت کا تضاد نہیں ہے۔ یہ اس کی تکمیل ہے۔ کوئیر اور اینٹی نوآبادیاتی ہونا، کوئیر اور اینٹی اپارتھائیڈ، کوئیر اور پرو فلسطینی، منافقت نہیں ہے۔ یہ تسلسل ہے۔

حقیقی یکجہتی ہمیں یہ انکار کرنے کی درخواست نہیں کرتی کہ ہم کون ہیں۔ یہ ہمیں ان اسکرپٹس کو مسترد کرنے کی درخواست کرتی ہے جو طاقت میں موجود لوگوں نے لکھے ہیں — وہ جو ہماری شناختوں کو تقسیم کے آلات میں تبدیل کریں گے۔ یہ ہمیں کوئیر فلسطینیوں کو سننے، ان کی تمام پیچیدگیوں میں وجود کی حق کی حمایت کرنے اور ایک ایسی دنیا کے لیے ان کے ساتھ لڑنے کی درخواست کرتی ہے جہاں کوئی بے دخل، غیر انسانی یا عزت سے محروم نہ ہو۔

کوئیر افراد ان سلطنتوں کے وفادار نہیں ہیں جنہوں نے کل انہیں مجرم بنایا اور آج ٹوکنائز کرتے ہیں۔ ہمیں اپنی شناختوں اور اپنے اصولوں کے درمیان انتخاب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم طاقت کے لیے پراپس نہیں ہیں۔ ہم لوگ ہیں۔ اور ہم آزاد ہوں گے — مل کر۔

حوالہ جات

- Amnesty International. (2022). اسرائیل کی فلسطینیوں کے خلاف اپارتھائیڈ: تسلط اور انسانیت کے خلاف جرم کا ظالمانہ نظام۔
- Al-Qaws for Sexual and Gender Diversity in Palestinian Society. ہمارا کام۔
- Boswell, J. (1980). عیسائیت، سماجی برداشت اور ہم جنس پرستی۔ University of Chicago Press.

- El-Rouayheb, K. (2005). عرب-اسلامی دنیا میں ہم جنس پرستی سے پہلے، **1500–1800**۔ University of Chicago Press.
- Human Rights Watch. (2021). ایک دہلیز عبور کی گئی: اسرائیلی اتھارٹیز اور اپارتھائیڈ اور ستائش کے جرائم۔
- Massad, J. (2002). "Re-Orienting Desire: The Gay International and the Arab World." **Public Culture**, 14(2), 361–385.
- Palestinian Queers for BDS. (2010). پنک واشنگ پر بیان۔
- Pinkwashing Israel. پنک واشنگ کیا ہے؟
- Rahman, M. (2014). ہم جنس پرستی، مسلم ثقافتیں اور جدیدیت۔ Palgrave Macmillan.
- ایلن ٹیورنگ کے لیے شاہی معافی۔ (2013). برطانوی حکومت کا پریس ریلیز۔
- Turing, D. (2015). پروف: ایلن ٹیورنگ ڈی کوڈڈ۔ The History Press.
- اقوام متحدہ کا ترقیاتی پروگرام (UNDP). (2021). عرب علاقے میں **LGBTI** ہونا۔
- Whitaker, B. (2006). ناقابلِ بیان محبت: مشرق وسطیٰ میں گی اور لیزبین لائف۔ University of California Press.